اس کتاب کے ترتیب دینے اور شائع کرنے والے لوگ خاصے سنجیدہ اور باوقار ہیں مگر فریق مخالف کے لوگوں کا ذکر جگہ جگہ تہذیب سے گرے ہوئے الفاظ میں کیا گیا ہے ہماری سمجھ سے یہ بات بعید ہے کہ اس طرح کی کوششوں سے کوئی بھی اصلاح ہو گی۔ اور آپس کا کوئی بھی اختلاف دور ہوگا۔ آج ملک بھر میں سیکڑوں مقامات پر یہ دونوں قسم کے عقائد رکھنے والے مسلمان موجود ہیں۔ لیکن کہیں آپس میں مقابلے و مناظرے کی نوبت نہیں آتی اور اختلاف ہونے کے باوجود افتراق (پھوٹ) نہیں ہے لیکن جن جن مقامات پر بدعت کے خلاف تقریریں ہوئی ہیں وہاں دونوں فریق باہم دست وگریباں ہوئے اور ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالا گیا۔

باہم گفت وشنید اسی وقت مفید ہو سکتی ہے جبکہ قرآن کریم کے بیان کردہ جدال احسن کو اپنایا جائے اور وہ ایک مخصوص ماحول ہوتا ہے جبتک وہ ماحول نہ ہو اس طرح کی کوشش ہی نہیں کرنی چاہئے۔ بہرحال ہم ایسی کوششوں کی ہمت افزائی کرنے سے قاصر ہیں۔

"تذکرہ حضرت سید شاہ اسماعیل قادریؒ" از محمد معین الدین افسر۔ ایم اے (عثمانیہ)
تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۱۴۷۔ کتابت وطباعت بہتر قیمت ۴/۵۰
ناشر: انجمن اتحاد طلبائے قدیم اردو آرٹس ایوننگ کالج حیدر آباد۔

اہل اللہ اور مشائخ کاملین کے حالات اور ان کی تعلیمات اپنے اندر ایک خاص تاثیر اور ایک خاموش اصلاحی پیغام رکھتی ہیں، ان کی زندگی بہت سے بندگان خدا کے لئے مشعل راہ ثابت ہوتی ہے اسی لئے ہمیشہ سے ان حالات کے مرتب کرنے شائع کرنے کا اہتمام رہا ہے لیکن ایک کمی جو اکثر تذکرہ نگاروں کے یہاں پائی جاتی ہے اور جس کا بعض طبائع پر بالخصوص موجودہ دور میں اچھا اثر

نہیں پڑتا وہ یہ ہے کہ ان کے اوصاف و کمالات میں بہت سی کرامات اور ایسی عجیب و غریب چیزیں بھی شامل ہو جاتی ہیں جن پر ایک عام انسان کے لئے یقین کرنا مشکل ہوتا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ خوارق و کرامات دلیل بزرگی اور نشان کمال ہیں بھی نہیں اور نہ انھیں کسی دوسرے کے لئے کوئی سبق ہوتا ہے، بعد والوں کے لئے جو چیز مفید ہو سکتی ہے وہ ان بزرگوں کے معمولات اور ان کی تعلیمات ہیں، خوشی کی بات ہے کہ اب کچھ عرصہ سے تذکرہ نگاری کے باب میں یہ رجحان کم ہو چلا ہے زیر تبصرہ کتاب بھی بڑی حد تک رطب و یابس اور کشف و کرامات کے تذکروں سے محفوظ ہے، لائق مرتب نے جو کچھ لکھا ہے تلاش و تحقیق اور کتابوں کی مراجعت سے لکھا ہے، اس کے علاوہ بعض بیانات زبانی روایات سے بھی قلم بند کئے ہیں۔

کتاب کی ترتیب میں کئی جگہ ایک واقعہ کو متعدد حوالوں سے ذکر کرتے وقت ہر کتاب کی پوری پوری عبارتیں نقل کی گئی ہیں اسی طرح سلسلہ نسب کئی کتابوں میں تھوڑے تھوڑے فرق سے تھا تو ہر ایک کو جوں کا توں نقل کر دیا ہے ..... اس سے غیر ضروری طول ہو گیا ہے اس کے بجائے اگر سب کا خلاصہ لکھ کر دوسری کتابوں کے فرق کو واضح کر دیا جاتا تو زیادہ مناسب تھا۔

کتاب کی معمولی غلطیوں کے علاوہ ایک سقم یہ کھٹکتا ہے کہ اکثر مقامات پر ایک صفحہ کے حواشی دوسرے صفحہ پر لکھے گئے ہیں یہ چیز بدرجۂ مجبوری پوری کتاب میں ایک دو جگہ تو گوارا ہو جاتی ہے لیکن بار بار ایسا ہونا قاری کے لئے پریشانی کا باعث ہوتا ہے

ص ۳۳ پر حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سے صاحب تذکرہؒ کی عقیدت مندی کے متعلق ایک روایت نقل کی گئی ہے اس کو یہ کہہ کر رد کیا گیا ہے کہ یہ واقعہ دوسرے فلاں بزرگ کا ہے، ہمارے خیال میں اس میں کوئی مانع نہیں ہے کہ ایسا واقعہ متعدد بزرگوں کے متعلق ثابت ہو جبکہ دونوں ہی روایتیں زبانی یادداشتوں

پر مبنی ہیں۔

ص۲۱ : کی پہلی سطر میں القریشی کتابت کی غلطی ہے۔ القرشی ہونا چاہئے اس لئے کہ یہاں اس کے تلفظ کا ہی فرق بتانا مقصود ہے۔ لیکن فاضل مرتب نے اس فرق کو غیر ضروری اہمیت دیدی۔ چنانچہ دوبارہ ص۲۳ پر اس اختلاف کا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے لفظ قریش کی طرف نسبت قریشی بھی آتی ہے اور قرشی بھی۔

بہر حال کتاب محنت اور توجہ سے لکھی گئی ہے امید ہے کہ بزرگان دین سے عقیدت رکھنے والے بالخصوص حضرت صاحب تذکرہ کی درگاہ سے وابستگی رکھنے والے حضرات اس کتاب سے مستفید ہوں گے۔ (طارق)

بقیہ صفحہ ۲۲۷

نام سے ہوتے ہیں۔ اگرچہ جمع و ترتیب کا کام متعلقین وغیرہ کرتے ہیں۔

(۱۱) وصال | یہ آفتاب عالمتاب ۱۳ ربیع الاول ۸۵۵ھ یوم جمعہ کو ضو فشانی کرتا ہوا سرزمین جون پور میں غروب ہو گیا [۲۶] انا للہ الخ مزار پر انوار جون پور میں ہے نور اللہ مرقدہ و رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

---

[۲۶] ایضاً ص ۱۷۵۔